

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ

پے در پے سیلاب، زلزلے اور قدرتی آفات

پیما نہ صبر چھلک اٹھا

سیلاب اور دیگر حوادث رب کی طرف سے تازیانے

حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے عرصہ قبل موجودہ حوادث و آفات پر ایک مؤثر ادارہ تحریر فرمایا تھا جسے موجودہ حالات کی روشنی میں پڑھنا چاہئے..... (ادارہ)

ذٰلِكَ جَزَيْنَهُمْ بِمَا كَفَرُوا وَ هَلْ نُجْزِي إِلَّا الْكَافِرِينَ (السبا: ۱۷)

بد قسمتی سے مسلمانوں کی فطرت بھی زمانہ کے اثرات سے کتنی عجیب ہو گئی ہے کہ دو اور دو چار کی طرح کھلی حقیقتیں اور صداقتیں بھی اب ہماری مسلم اکثریت کیلئے ناقابل فہم ہو گئی ہیں مسلمان کی طبیعت جب تک ایمانی قوت کی گرفت میں رہی تو احساس اتنا حساس اور شعور و ادراک اتنا تیز ہوتا کہ ارد گرد کے معمولی تغیرات اور چھوٹے چھوٹے انقلابات و حوادث بھی اس کے لئے صد ہزار عبرت و نصیحت کا سامان بن جاتے وہ اپنے انفرادی اور اجتماعی ماحول کا جائزہ لیتا اعمال و کردار کا محاسبہ کرتا اور آفات و مصائب کی کھسوٹی پر اپنے اور اپنے معاشرہ کو پرکھتا کسی ایک عزیز کسی ایک فرد کی موت سے بھی اس کی غفلتوں کے پردے چاک ہو جاتے اور سارے حقائق سامنے آ جاتے اس لئے تو حضرت عمرؓ نے اپنی مہر کی انگوٹھی میں یہ الفاظ کندہ کرائے تھے کہ کفی المرء بالموت واعظاً انسان کے لئے موت سے بڑھ کر واعظ نہیں اور ہمارے ایک بزرگ غالباً شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ نے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

انقلابات جہاں واعظ رب ہیں سن لو

ہر تغیر سے آتی ہے صدا فافہم فافہم

ایک دوسری حقیقت انسانوں کی مشترکہ اور مجموعی کمزوری اسباب سے غفلت برتنا ہے پھر جب وہ نتائج دیکھتا ہے تو اپنی غفلتوں کا ماتم کرنے کی بجائے نتائج کی ہولناکیوں پر چیں بجیں ہونے لگتا ہے اور جب نتائج کی تلخی اسے اپنی گرفت میں لے لیتی ہے تو اپنی کوتاہیوں اور خامیوں کی چھپانے کیلئے حالات کی

ایسی توجیہ کرتا ہے جو نتائج اور اسباب سے قطعی جوڑ نہ کھا سکیں نتیجتاً اصل اسباب تباہی و بربادی اسی طرح مستور و محجوب ہو کر رہ جاتے ہیں یہ بات قوموں کی ذلت و ادبار اور نہ سنبھل سکنے کے لئے خطرے کی آخری نشان ہوتی ہے۔

مسلمانوں کی ذمہ داری تو اس بارہ میں دوہری ہے وہ نہ صرف نتائج کا رشتہ اسباب سے جوڑے گا بلکہ اسباب کی تلاش میں مؤمنانہ فکر و نظر سے بھی کام لے گا کہ جب تک بیماری کی اصل وجوہات نگاہ میں نہ لائے جائیں مریض کا مرض اسباب و علاج کی فراوانی کے باوجود جان لیوا ہی ثابت ہوگا مؤمن حالات و حوادث میں تاویل کی بجائے ایمانی اور حقیقی توجیہ کرتا ہے اور یہی فرق ہے جو ایک مؤمن قوم کو مادہ پرست اقوام سے ممتاز کرتا ہے۔

اس تمہید کی روشنی میں پاکستان کے موجود ہولناک ترین طوفان کرب و بلا اور سیلاب نوح کا جائزہ لیجئے اس کی وسعت اسکی ہمہ گیری اسکی گہرائی اور امتداد اسکی تباہ کاریوں کو نگاہ میں رکھ کر بحیثیت مسلمان قوم قرآن کو اول تا آخر نہ سہی کسی بھی ہلاک اور مقرب قوم سے متعلقہ چند آیات ہی کو پڑھ لیجئے اور پھر اس پر اپنی حالت قیاس کیجئے ساری حقیقت سامنے آجائگی مادی نظریات کی کوتاہ نظریوں سے حقائق کا ادراک کبھی نہیں ہو سکتا نہ مصیبت کا ازالہ بجز ایمانی طرز فکر کے ممکن ہے قرآن کریم ایسے ہی سیلاب اور اسکے بندوں اور ہیڈورکسوں سے تباہ ہونے والی خوش عیش و خوشحال ایک قوم کی تباہی کا ذکر کرتا ہے کہ ان پر یمن میں سد مأرب توڑ کر سیل عرم چھوڑ دیا گیا گھریوں اور منٹوں میں سب لہلہاتے ہوئے باغات اور پھولوں سے لدے ہوئے گلزار چٹیل میدان بن گئے اور یہ اس لئے کہ فاعر ضوا کہ انہوں نے اپنے رب سے اور اس کے عہد و پیمان سے اپنا رشتہ توڑ دیا تھا اور یہ تباہی و بربادی کیوں آئی اس لئے کہ:

ذٰلِكَ جَزَآئُهُمْ بِمَا كَفَرُوْا وَ هَلْ نَجْزِيْ اِلَّا الْكَفُوْرَ (السبا: ۱۷)

یہ سب ان کی خرمستیوں اور ناشکریوں کا نتیجہ تھا اور کیا ہم کفران نعمت کرنے والوں کے علاوہ کسی اور سے بھی یہ سلوک کر سکتے ہیں یمن کی یہ مضبوط اور سرسبز و شاداب آبادی کہاں گئی اور مٹے نامیوں کے نشان کیسے کیسے۔ اسلئے کہ انہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا اور ہم نے بھی ان کو قحط کہاں بنا کر رکھ دیا: وَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ

فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَ مَزَقْنٰهُمْ كُلَّ مَزْقٍ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَآيٰتٍ لِّكُلِّ صَبّٰرٍ شٰكُوْرٍ (السبا: ۱۹)

قرآن کہتا ہے کہ یہ انجام ہر اس قوم کا ہوتا ہے جو اپنے مادی تہذیب و تمدن میں اتنی مدہوش ہو جاتی ہے کہ مادی عمرانی اور اقتصادی منصوبوں کے علاوہ ارادت الہی پر ایمان و انقیاد اور اسباب کے خالق اور مسبب حقیقی

پر یقین و ایمان کے سارے راستے اس کیلئے بند ہو جاتے ہیں اس قوم کے لیڈر سے کراہل حکومت ارباب اقتدار، صنعت کار، کارخانہ دار اور فوجی طاقت سب کے نعرے اور دعوے مادی دائرہ میں محصور ہو کر رہ جاتے ہیں وہ بڑے دیوہیکل منصوبوں اور اسکیموں کا ڈھنڈورہ پیٹتے رہتے ہیں وہ مادی اسباب و وسائل میں خود کفیل ہونے کے بلند بانگ دعوے کرتے پھرتے ہیں وہ بیرونی امداد پر انحصار ختم ہو جانے کے مژدے سناتے ہیں لیکن یکا یک ارادۃ الہی انکے سارے منصوبوں کو خاک میں ملا دیتی ہے اور سارے دعوے ذلت و پستی قحط و افلاس، جنگدستی و مہنگائی سیلاب و طوفان جانی و مالی مصائب اور مادیوں کی سرکش موجوں میں نگاہوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں قرآن کریم نے دو باغ والوں کے قصے میں جس شرک اور کفر کا ذکر کیا ہے وہ یہی مادی کفر و شرک ہے جس کا ارتکاب حالات کی سنگینیوں کے دوران بھی ہم سے ہوتا رہا ہم نے ٹھیک ان ہی مغرب اور مردود و مبغوض اقوام کا شیوہ اختیار کیا جو عین حالت عذاب میں بھی اپنے فکرو عمل کی گمراہیوں کا تذکر نہ کر سکے نہ ایسے حالات میں بھی استکانت آئی نہ رجوع و تاب نہ استغفار و تضرع نہ اعمال پر اٹک نہ امت نہ توبہ کی توفیق نہ اپنے اور اپنے گرد و پیش کا احتساب اور موازنہ بلکہ ہم نے اور ہماری بڑی سے بڑی اونچی ذمہ دار شخصیت وزیر اعظم تک نے جو انداز فکر اختیار کیا وہ یہ تھا کہ بڑی سختی سے سیلاب کا مقابلہ کیا جائے گا ہمیں کوئی شکست نہیں دے سکتا پانی کیا حیثیت رکھتا ہے (روزنامہ مساوات) ہم اس سے نمٹنے کیلئے تمام وسائل استعمال کریں گے (امروز) ہمارے ذرائع ابلاغ بھی مسلسل یہ تلقین کرتے رہے کہ سیلاب کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہو جائیے کہیں سے بھی اس کے اسباب حقیقی مکافات عمل کے نتائج اور شملت اعمال کے ظہور کی طرف قوم کے دل و دماغ کا رخ پھیرنے کی صدا نہ آئی اور معاشرہ کی حالت کیا تھی؟ اس کی کچھ جھلکیاں پردوں سے چھن چھن کر دیکھی گئیں تو کیسی قبیح اور گھناؤنی کہ کئی جگہ اپنی بستیوں آبادیوں املاک و باغات کو بچانے کی خاطر پانی کا رخ ہرے بھرے شہروں کی طرف پھیر کر انہیں غرق کر دیا گیا۔

راوی کے کنارے اجڑے ہوئے انسانوں کی حالت زار دیکھتے ہوئے امراء اور اہل دولت کے طور طریقے ایسے تھے کہ پتک منانے آئے ہوں وہ لئے پٹے انسانوں سے سستے داموں اشیاء خریدنے کے درپے رہے ڈوبتے ہوئے شہروں اور اس کے کینوں کے مال و متاع کو لوٹا گیا خالی شہروں میں چوری کا بازار گرم ہو گیا اور یہاں تک کہ اس قوم کے بعض غیور و جسور فرزندوں نے طوفان میں گھری ہوئی بہنوں اور بیٹیوں کے اغواء آبروریزی عصمت دری اور چھیڑ خانی میں بھی کسر نہ اٹھائی بعض کیمپوں میں محصور خواتین

نے ایسی دست درازیوں کے خوف سے راتیں آنکھوں میں کانٹیں اور کچھ غلط لوگوں نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سیلاب کے نام پر چندے اور امداد کا جعلی دھندا شروع کیا اور یہ بھی کہ بھری بستیاں ڈوب رہی تھیں لیکن کئی جگہ مد کیلئے چیخ و پکار پر کسی نے لبیک نہ کہی سب کھڑے تماشا دیکھتے رہے اور اس آسمان نے اپنی کھلی فضاؤں میں حسرت و یاس کی تصویر بنے ہوئے انسانوں کے لئے پئے قافلوں کے ساتھ ۱۴ اگست کی رات کو کئی رقص و سرور کی محفلیں بھی دیکھیں کہ یوم آمین کی تقریبات کی منسوخی کے اعلان کے باوجود کئی اعلیٰ حکام نے ہوٹلوں میں رقص و سرور کی محفلوں کی شان و شوکت میں اضافہ کیا جمہور لاہور کی روایت کے مطابق لاہور سے باہر انسان طوفان نوح کی لپیٹ میں تھے اور ادھر ہوٹل انٹرکانٹیننٹل میں رقص و موسیقی اور شراب کا سیلاب آیا ہوا تھا ادھر قدرت کا پیاناہ صبر چھلک رہا تھا ادھر قدرت کے یہ باغی اور سرکش جام پر جام لاندھا کر اپنے جام کی ہر چھلک سے اس کا مذاق اڑا رہے تھے اور یہ سب ایک مسلم قوم کی اسلامی مملکت کے اسلامی آمین کی خوشی میں ہو رہا تھا شاعر نے ایسے ہی موقع پر کہا ہوگا۔

طوفان نوح نے تو ڈبوئی زمین فقط

میں ننگ خلق ساری خدائی ڈبو گیا

کیا یہ سب کچھ اس ارشادِ بانی کی ہو ہو تصویر نہیں جس میں کہا گیا تھا کہ وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَعَاذُوا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ (المومنون: ۷۶) ان کی حالت یہ ہے کہ ہم نے انہیں عذاب کی گرفت میں لے لیا مگر نہ وہ پروردگار کے آگے جھکے نہ ہی عاجزی اختیار کی کیا پاکستان کو سقوطِ بنگال کے واقعہ ہائلہ اور قیامتِ کبریٰ کے بعد اتنی بڑی ہولناک نصیحت کی بھی ضرورت تھی کیا ہماری غفلت موت سے بدتر ہو چکی ہے آئیے اپنے حالات کا محاسبہ کریں اور اپنے طرزِ عمل سے ان سوالات کا جواب مہیا کریں اگر جواب نہیں ملتا تو خدا کی ناطق اور زندہ جاوید کتاب سے سنئے : اَوَلَا يَرْوُونَ أَنَّهُمْ يَفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ (التوبة: ۱۲۶) کیا وہ نہیں دیکھتے کہ انہیں ہر مرتبہ سال میں ایک یا دو مرتبہ ابتلاء اور آزمائش میں ڈالا جاتا ہے لیکن وہ پھر بھی نہ توبہ کرتے اور نہ نصیحت پکڑتے ہیں۔

والله يقول الحق ويهدي السبيل